كلمة المدير

رمضان المبارک میں عمرہ ....ایک جائزہ

ماہ رمضان بے شمار رحمتوں اور برکتوں کے ساتھ سایہ فگن ہوتا ہے۔ نیکیوں کا موسم بہار ہے جس میں لوگ بہت اہتمام کرتے ہیں، مسجدیں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں۔ تلاوت قرآن حکیم ذکر واذکار، صدقہ وخیرات، نیکی اور بھلائی کے کام کثرت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ لوگوں میں عمل صالح کرنے کا ایک رجحان ہے۔ اس پر مستزاد رمضان شریف میں عمرے کی سعادت حاصل کرنے اور حرمین شریفین میں اعتکاف کرنے کا بہت رجحان پیدا ہوا ہے۔ جس میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان سے لوگوں کی بہت بڑی تعداد یہ سعادت حاصل کرتی ہے۔ بہت خوشی کی بات ہے کہ عام لوگوں میں بھی یہ مثبت سوچ پیدا ہوئی ہے۔ اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ایک لاکھ سے زائد پاکستانیوں نے رمضان المبارک میں یہ مقدس سفر اختیار کیا۔ اور عمرے کی سعادت کے ساتھ حرمین شریفین میں رمضان المبارک کے روزے رکھے اور بعض نے اعتکاف بھی کیا۔ اس مبارک مہینہ میں حرمین شریفین میں کچھ وقت گزارنے اور عمرے کی سعادت اور اعتکاف کرنے والوں کو قریب سے دیکھنے، ملنے اور ان کے خیالات سننے کا موقعہ ملا، جس پر ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔ اپنے تاثرات سپرد قلم کرنے سے پہلے یہ وضاحت کرنا از حد ضروری ہے کہ ہمارا مقصد نہ تو کسی کی دل آزاری ہے اور نہ ہی نیکی کے کاموں میں رکاوٹ! اور نہ ہی کسی کی حوصلہ شکنی کرنا چاہتے ہیں بلکہ ہم صرف اصلاح احوال کیلئے وہ حالات قلم بند کر رہے ہیں جس کا مشاہدہ ہوا اور ہم نے یہ محسوس کیا کہ اگر چند سال مزید یہی حالات رہے تو حرمین شریفین کی وہ کشش جو محض اس کی عظمت، تقدس کی وجہ سے ہمارے دلوں میں ہے۔ اور بیت اللہ کی ہیئت اور مسجد نبوی میں نماز کی ادائیگی کا حسین تصور نہ صرف ختم ہو جائے گا بلکہ اس کی جگہ تفریح آرام پسندی وخوش خوراکی لے لے گی۔ اسی تناظر میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

رمضان المبارک میں عمرہ کی سعادت بڑی خوش نصیبی کی بات ہے اور پیارے پیغمبر ﷺ کے فرمان کے مطابق رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔ بلاشبہ رمضان المبارک میں سفر کی صعوبت، بے آرامی اور ازدھام میں عمرہ ادا کرنا واقعی ایک مشکل عمل ہے۔ اس کا اندازہ ان لوگوں کو بخوبی ہوا ہے جو رمضان المبارک میں یہ سفر کرتے ہیں۔ اتنی تکلیف اور مشقت اٹھانے کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے اور اصلاح نفس کے ساتھ روحانی سکون حاصل کرنا ہے اور عمرہ کے مقاصد میں یہ بھی ہے کہ انسان اپنے سابقہ اعمال میں تبدیلی لائے، اس کی سوچ پاکیزہ ہو جائے خیالات تبدیل ہوں، قلبی اور ذہنی رجحان میں بھی نمایاں فرق محسوس ہو۔ سابقہ گناہ آلود زندگی سے تائب ہو، اور نئی زندگی کا آغاز کرے۔ عبادت میں خشوع وخضوع پیدا ہو۔ ریاکاری اور نمود ونمائش سے اجتناب کرے اور حرمین شریفین میں وقت گزارتے ہوئے اس پاکیزہ ماحول کا رنگ اسکی زندگی پر نظر آنا چاہئے۔ زندگی کی آسائشوں، دنیاوی لذتوں سے بے نیاز ہو

کیلیے جو ھدایات دی ہیں اگر ان پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے تو قرض میں آپ کو جس قدر نقصانات نظر آتے ہیں سب دور ہو جائیں گے اور مومن کا یہ عمل خیر سراسر برکت و خوبی کا سرچشمہ بن جائے گا۔

اصول و ضوابط:

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہم جب بھی قرض لیں اس کو تحریری معاہدہ میں لے کر آئیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

"یا أیها الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوه"

ترجمہ: اے ایمان والو جب تم کسی وقت معین تک آپس میں ادھار کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔

ظاہر بات ہے جب تمہارے پاس باقاعدہ تحریر موجود ہو گی تو مطالبہ اور ادائیگی میں کوئی تنازع یا اختلافی امر الجھنیں پیدا کرنے کا موجب نہیں بنے گا۔

(۲) اگر ایک شخص پڑھا لکھا نہیں تو اس کو چاہیے کہ وہ کسی دوسرے سے لکھوالے جس طرح کہ قرآن مجید میں ہے کہ

" ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمه الله ولیکتب"

ترجمہ: لکھنے والا تمہارا یہ معاہدہ انصاف سے لکھے اور لکھنے سے انکار نہ کرے۔ اللہ نے جس طرح اسے یہ فن سکھایا ہے اسی طرح وہ اس کے بندوں کا کام کرے اور تحریر مرتب کرے۔

(۳) ابھی یہ سوال باقی ہے کہ یہ تحریر کسی کی جانب سے ہو اور اس میں کیا قلمبند کیا جائے تو اس کی پوری تفصیل اس ارشاد باری میں ہے

"و لیملل الذی علیه الحق و لیتق الله ربه و لا یبخس منه شیئا"

ترجمہ: اور چاہیے کہ لکھوائے (لکھنے والے کو) وہ شخص جس پر (دینے کا) حق ہے اور اللہ سے ڈرے جو اس کی پرورش کرتا ہے اور قرض دہندہ کا حق تسلیم کرنے میں کوئی کمی نہ کرے۔

یعنی جس نے قرض لیا ہے یہ ذمہ داری اس کی ہے کہ اس تحریر میں قرض لینے کا اقرار کرے حسب قرار وقت مقررہ پر پوری رقم وغیرہ ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرے اور قرض دہندہ کے وہ حقوق جو اسلامی قانون کی رو سے اسے حاصل ہیں ان پر کسی طرح کمی کرنے کی کوشش نہ کرے۔

(۴) لکھ دینے کے باوجود اس امر کا امکان ہے کہ بعد میں کوئی شخص اس بنا پر انکار کر دے کہ تحریر تو ہوئی تھی لیکن اس تحریر کے مطابق کاروائی عمل میں نہیں آئی یا شرائط وغیرہ میری مرضی کے مطابق نہ تھیں تو اللہ تعالی نے اپنے فضل و کرم کے تقاضے کے مطابق اس خرابی کے انسداد کی تدبیر بھی ہدایت فرمادی فرمایا:

"و استشهدوا" گواہ بنالو۔

یعنی: (۱) ایسا معاملہ اور تحریر گواہوں کے روبرو عمل میں آنی چاہیے۔

(۲) گواہ دو مرد ہوں۔

(۳) اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔

مندرجہ بالا صورت حال سے اگر انسان کسی سے قرض لے گا تو اس کا قرض لینا باعث رحمت بنے گا اور مصائب اور پریشانیوں سے بعید تر رہے گا۔

شان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

قاری عبدالشکور طاہر گوندلوی، ایم۔اے

نبی کا پیارا ہے صدیق اکبرؓ
آنکھوں کا تارا ہے صدیق اکبر
رفیق سفر وہ رفیق حضر ہیں
وہ سب سے نیارا ہے صدیق اکبرؓ
امام صحابہ وہ رب کا ولی ہے
نہ علی سے خفا ہے، علی کا ولی ہے
نبی کے غلاموں کے دل کی کلی ہے
وہ عظمت کا تارا ہے صدیق اکبرؓ
پسند انکی رب کو اک اک ادا ہے
آقا پہ وہ جان و دل سے فدا ہے
جو رب کی رضا ہو وہ اس کی رضا ہے
وہ نبی کا دلارا ہے صدیق اکبرؓ
کفر و ضلالت میں دنیا تھی کھوئی
ظلم و جہالات میں بستی تھی سوئی
نہ رشد و ہدایت کو ملتی تھی ڈھوئی
چمکتا روشن ستارا ہے صدیق اکبرؓ
جب اسلام کا نام جانے نہ کوئی
نبوت و رسالت کو مانے نہ کوئی
رشتہ قرابت پہچانے نہ کوئی
بنا تب سہارا ہے صدیق اکبرؓ
شقاوت میں اپنے پرائے ہوئے سب
عداوت کو دل میں بٹھائے ہوئے سب
تھے قتل نبی کو آئے ہوئے
میدان میں اتارا ہے صدیق اکبرؓ
اک صیغے سے نبی نے پکارا تجھے
ساری دنیا سے نبی ہے پیارا تجھے
شب ہجرت چنا ہے سہارا تجھے
لاتحزن اشارہ ہے صدیق اکبرؓ
صداقت، شرافت، شناخت ہے انکی
امانت و دیانت ضمانت ہے انکی
قیادت سیادت، خلافت ہے انکی
طاہر ہمارا ہے صدیق اکبرؓ